سلسلہ مطبوعات ۲۵

ارکانِ اسلام

چوہدری فضل حق مرحوم

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

ارکانِ اسلام

فہرست

نماز	۴
روزہ	۱۰
زکوۃ	۲۱
حج	۲۴
جہاد	۲۵

حرفِ اول

وہ عبادت کھرا سونا ہے جو دل میں مخلوقِ خدا کے لئے رحم پیدا کرے (اور خدمت کے لئے بے پناہ جذبے کی تحریک کرے خدمتِ خلق اور رحم کی بہترین صورت عادلانہ اور مساویانہ نظام ہے۔ دنیا کی مصیبتوں کا یہ علاج عبادت کا حاصل اور خدمتِ انسانیت کی اجتماعی شکل سمجھ کر قائم کیا گیا تھا) اس لئے ایسا نظام پھر پیدا کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس میں جو حصہ لے اور اس کے لئے جان و مال کی قربانی دے وہ خدا کا محبوب ہوگا۔

یاد رکھیئے خود غرض اور فساد زدہ انانیت ایسے شیطانی جذبات ہیں جو بدمعاشی قبول کرنے والے دلوں میں ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ نیک آدمیوں کے قلعہ بند دلوں کو بھی مسخر کر کے اچانک اندر آگھستے ہیں۔

سرمایہ پرستی ان رذیل جذبات کی پروردہ ہے، اس سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا خدا کی عبادت اور مخلوق کی بہترین خدمت ہے۔ اس کی صحیح صورت دنیا میں مساویانہ نظام ہے۔ غیر مساویانہ یعنی سرمایہ دارانہ نظام میں شیطان جگہ جگہ دامِ فریب پھیلائے رہتا ہے۔

اسلام مساوات کا پیغام ہے۔ غیر مساوی نظام اسلام سے کھلی جنگ کا اعلان ہے اسی لئے ہمارے مذہبی لٹریچر میں شہنشاہوں اور سرمایہ داروں کی کہیں جگہ نہیں۔ سرمایہ پرستی کی مذمت میں قرآن نے تکرار سے کام لیا۔ باوجود اس کے آج مسلمان اسکی مضرت سے لاپرواہ ہوگیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عبادات کے اس مقصد کو اجاگر کیا جائے کہ وہ دنیا میں ہر امتیاز کو ختم کر کے نیکی کو شرف و سعادت کی بنیاد بناتی ہے۔ اسی بنیادی مقصد کو ارکانِ اسلام نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور جہاد کے حوالہ سے زیر نظر پمفلٹ میں اجاگر کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (ماخوذ از دینِ اسلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارکانِ اسلام

اسلام کی عمارت کے چار ستون ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ ان چاروں کی بنیاد مساوات کامل پر ہے۔ سرکشی اور سرداری کے سارے سامان جلا کر بھلائی بن کر بسر اوقات کرنے کا نام سچا دین ہے۔ جس کو اللہ کی حضوری کی خواہش ہے۔ وہ بے سامان ہو کر رہے۔ ارباب سامان الا ماشاء اللہ ہمیشہ سرکش ہوئے۔ سرمایہ سامانِ امتیاز پیدا کرتا ہے اور عبادت کے منشاء کو فوت کرتا ہے۔ اس سرمائے سے کیا فائدہ جس سے ایمان کی پونجی برباد ہو جائے! جن اللہ والوں نے کسی مصلحت کے ماتحت اسے اپنے پاس بھی رکھا تو سانپ کی طرح اس کی نگہداشت کی۔ اسی لئے الٹ پلٹ کر اسلام نے مختلف عبادات میں مساوات کی ریاضتوں کو قائم رکھا۔ تاکہ کسی نظام یا کسی حال میں رہ کر یہ بات نظر سے اوجھل نہ ہو جائے کہ سچی زندگی مساوات کامل کی زندگی ہے۔ عدم مساوات کی حالت میں امن کی صبح دنیا میں طلوع نہیں ہو سکتی۔ گناہ اور جرم کی جڑ سرمائے کی غیر مساوی تقسیم اور جذبہ غرور ہے۔ اسلام کی عبادات اور ریاضت سرمایہ دار اور مغرور دونوں کے دماغ کا علاج ہیں۔

روزے کی ریاضت سے زیادہ حج کی صعوبت اور سختی ہے غریب الدیار ہونا غم کا پشتارہ اٹھا کر صحرا میں سفر کرنا ہے، اداسیاں ہر طرف استقبال کرتی ہیں۔ ہر دلچسپ چیز غم کی زرد چادر اوڑھے نظر آتی ہے۔ ہر قدم بے یقینی کی منزل کی طرف اٹھتا ہے۔ حج کا سفر بجائے خود اندھیرے میں چھلانگ ہے۔ لیکن مراسم حج ایک ایسی مشقت ہیں جو نازک مزاجیوں کو غبار راہ بنا کر اڑا دیتی ہے۔ بادشاہ کو بھی مزدور کی سی سعی کرنا پڑتی ہے اور سپاہی کی زندگی کا تجربہ اٹھانا پڑتا ہے۔

اسلام نرم و نازک مذہب نہیں جو قالینوں پر لیٹ کر اور ریشمی گدیلوں پر بیٹھ کر پروان چڑھے۔ بلکہ ہر حال میں مزدور کی طرح بسر اوقات کو اسلامی زندگی کا جزو بنانا پڑتا ہے۔ جو اس سے اٹھکر امتیاز اور آرام کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گا وہ مسلمانوں کو ذلیل اور کمزور کرے گا۔ مسلمان اللہ کی فوج کا سپاہی اور دنیا کی تعمیر کا مزدور ہے، وہ ظلم کو دور کرنے کے لئے جان لڑائے اور اہل دنیا کے آرام کے لئے محل بنائے۔ اسلام کی تمام عبادتوں اور ریاضتوں کا مقصد یہی ہے۔ نماز روزہ اور حج عبادت بھی ہیں اور ریاضت بھی۔ اس کا نتیجہ دنیا میں کامل امن، سچی اخوت اور پوری مساوات ہے۔

عمل
مہارت حاصل کرنا

نماز

ا ہر گنہگار جانتا ہے میرے عمل کی انتہا جہنم ہے۔ لیکن قدم قدم پر کشش، ہر طرف دل افروز نظارے انسان کو ادھر کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن نماز وہ مقام بلند ہے جس سے نفس خود حقیقت کی راہ دیکھنے لگتا ہے۔ گناہ کے راستوں سے اس کی رغبت کم ہوجاتی ہے اور نیکی کی کشش بڑھ جاتی ہے وہ روشیں جو پہلے بھیانک معلوم ہوتی تھیں اب پُرفضا معلوم ہوتی ہیں اور گناہ کی راہیں جو پُرفضا معلوم ہوتی تھیں وہاں اب سانپ بچھوؤں سے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ نماز دین کا وہ نقشہ ہے جس کے مطابق نیکی کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ معمار اس نقشہ کو پیش نظر رکھے کیونکہ اس پر ساری عمارت کا دارومدار ہے۔ اس نقشے کو خدا کی منشا کے مطابق محمد ﷺ نے تیار کیا۔ بخدا اس کے مطابق جو محل تیار ہوگا وہ پختہ اور پائیدار ہوگا۔ |

ذات پات کی تمیز مٹا دینے والے اسلامی سوسائٹی میں دولت کی اونچ نیچ کو فنا کر دینے والے پیارے پیغمبر کا جب وہ وقت آ گیا جب اپنے آقا کے حکموں کی تعمیل کرنے کے بعد اس کی دائمی خوشنودی کا انعام پانے جا رہے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرے سے جھانک کر صحابہ کو قطار اندر قطار مصروف نماز پا کر اظہار اطمینان فرمایا۔

نماز گناہوں کی اس آگ کو جو دھیرے دھیرے دل کو جلانے کا گن رکھتی ہے۔ چپکے چپکے اس پر پانی ڈال کر آہستہ آہستہ بجھا دیتی ہے۔ عمل اور رد عمل سے انسان خود بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ مگر دل برائیوں سے بچ نکلتا ہے۔ آؤ عزیزو! نماز پڑھیں کیونکہ دوزخ کی آگ سے بچنے کا ایک ڈھنگ ہے۔ دین کے داناؤں نے کہا ہے کہ جوانی دم بدم بھڑکنے والی جوالامکھی ہے۔ یہ آتشگیر بلا زندہ بم کی طرح ٹھنڈے پانی میں رہے تو بچاؤ ہے ورنہ ذرد ناک ہلاکت ہے۔ نماز دل میں اطمینان کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے جس سے جوانی کا جوش فرو ہوتا ہے۔ آگ پر پانی کے عمل کو تو بے سمجھ بچہ بھی جانتا ہے۔ قولی عبادت بھی دل کی ٹھنڈک ہے مگر نماز محض قولی عبادت نہیں بلکہ عبادت فعلی ہے۔ اور جوانی کی آگ جمع کرنے کی وہ تدبیر ہے جس سے انسان دنیا کی گاڑی کھینچنے کے قابل ہو جاتا ہے ہر عبادت کی جان خدا کا ذکر ہے۔ اللہ سے لگاؤ نماز کا مرکزی نقطہ ہے۔

بعض قوموں نے شہنشاہ کی وفاداری کو اپنے عمل کا محرک بنا رکھا ہے۔ شاہ پسند قوموں میں بچوں کی تعلیم کا جزو اعظم شہنشاہ کی محبت ہے۔ بعضوں نے ملک کی محبت کو زندگی کا مقصد بنا لیا ہے اور اپنے نیک خیالات اور حسن عمل کو صرف جغرافیائی حدود میں محدود کر دیا ہے۔ بعض اپنی نسلی فوقیت اور خاندانی روایات کے پجاری ہیں اور ان کے گھروں میں اسی کے چرچے ہیں۔ اپنے خاندان اور نسل کی بزرگی بیان کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ لیکن سچا مسلمان شیطان کے ان برپا کردہ فتنوں سے پناہ مانگتا ہے اور اپنی عقیدت اپنے پروردگار کے لئے مخصوص رکھتا

ہے۔ بادشاہوں کو عوام کے حقوق کا دشمن، ملک کو مٹی کا ڈھیر، نسل اور خاندان کو بیہودہ وہم سمجھ کر مخلوق کی خدمت بہترین عبادت اور وجہ امتیاز جانتا ہے اور جوں جوں خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے توں توں خلق اللہ کی عبادت پر اور مستعد رہتا ہے۔ نماز اللہ سے تعلق کو استوار کرنے اور اس کے نام کی برکت سے اپنی زندگی کو فیض کا چشمہ بنانے کی تدبیر ہے۔ حب وطن کے جذبے کی پرورش کے لئے قومیں دن کا چین اور رات کی نیند حرام کرلیتی ہیں تو مسلمان اگر پانچ وقت عبودیت کے جذبے کو دل و جان میں پرورش کرنے کے لئے نماز کا سامان کرتا ہے تو آوارہ طبیعت لوگ کہانیاں کیوں بناتے ہیں۔ دنیاوی سلطنت کا سپاہی ملک کے عشق میں مرمٹنے کے لئے کوئی دن پریڈ کئے بغیر نہیں رہتا پھر خدا کی فوج کے سپاہی یعنی مسلمان خدا کی محبت کو سینے میں پرورش کرنے اور جماعتی یگانگت قائم رکھنے کے لئے پانچ وقت یکجا ہوں تو دل افسانے کیوں تراشتا ہے!

ملک قوم اور شہنشاہ کی بنا پر لوگ اپنے اور لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے، ہم دوست اور دشمن کے عمل کو اسی پر پرکھتے ہیں۔ جو غیر اللہ کی محبت کے لئے عمل ہے کھوٹا ہے۔ جس فعل سے اس کا نام بلند ہو صرف وہی کھرا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ہم رات دن اسی کا نام لے کر دل کے ویرانے کو گلزار بنائیں۔ مگر کیا کریں۔ اپنی مخلوق کی خدمت کے فرائض بھی اس نے لگا رکھے ہیں۔ ناچار نمازوں کو ختم کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیا کے دھندوں میں لگنا پڑتا ہے۔ اس کا نام اور اس کا کام دونوں ہی دین ہیں۔ بے دینی وہ کام ہے جو صرف غیر اللہ کو خوش کرنے یا باغی نفس کو مطمئن کرنے کے لئے کیا جائے۔

اپنی قوم، اپنے ملک، اپنے شہنشاہ کے نام پر خدا کی پر امن مخلوق کے اطمینان کو لوٹ لینا قوموں کو شہنشاہیت کا غلام بنانا اوروں کو فاقے کے عذاب میں مبتلا چھوڑ کر ان کی دولت کو اپنے بچوں کی آسائش کے لئے کام میں لانا، بعضوں

کے نزدیک عین انصاف ہے۔ لیکن مسلمان کے لئے کسی قوم کے ساتھ دشمنی کے باعث ذرا سی بے انصافی اسے خدا کی خوشنودی کی جنت سے محروم کردینے کے لئے کافی ہے۔

اے مسلمان! تو دنیا میں اپنی ذمہ داریاں سمجھ جب دل میں کوئی کمزوری آئے تو پھر اسی سرکار کی طرف لوٹ جا اور سجدوں میں پڑ کر اس سے برکت اور توفیق مانگ۔ اس کی یاد کو دل میں زندہ رکھنے اور نیک کاموں کی توفیق چاہنے کا نام نماز ہے۔ نماز کے بغیر شیطان خدا کی یاد بھلادیتا ہے اور اپنے آرام کے لئے مخلوق خدا کا امن لوٹ لینے پر آمادہ کردیتا ہے۔ پس نماز دل کو ایک مرکزی نقطے پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ یعنی سارے رشتے ناطوں نفع اور نقصان سے بے نیاز کر کے خدا سے تعلق بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ ہر مرحلے پر اس کی عظمت کا اقرار ہے۔ لوٹا لوٹا کردہرا دہرا کر رب العزت کی بڑائی کا بیان ہے۔

اے مشرق و مغرب کے خدا! تیرے بغیر ہے بھی کون۔ جس کے حضور میں نیاز مندیوں کا تحفہ پیش کیا جائے۔ اے کام و دہن کی سینکڑوں لذتوں کے داتا! اے دل کی ہزار کیفیتوں کے پروردگار! دنیا کے پرمیشور! تیرے سوا کون ہے جو بندگی کے لائق اور پوجا کے قابل ہو۔ تیری ہی تعریف کے نذرانوں کے سوا بھلا تیری قبولیت کے قابل ہمارے پاس کیا چیز ہے۔

میرا مال، اولاد اور جان حاضر ہیں۔ وہ تو تیرے حکم پر قربان کرنے کے لئے حاضر ہوں مگر تیرے نام کی سفارش کے بغیر یہ حقیر چیزیں تیرے حضور میں کیسے پیش کروں یہ تیری داد ہیں۔ اے داتا! تیرے دان لوٹا دینا بھی کوئی بڑی شکر گزاری نہیں۔ یہ تو سب تیری ہی چیزیں ہیں۔ تیری یاد تیری تعریف، تیری بڑائی کے ساتھ میں ان کو پیش کرتا ہوں۔

میرے مال اور میری جان کے لئے تیرے تقاضے صرف میری محبت کی آزمائش کے واسطے ہیں۔ ورنہ میں جانتا ہوں تو مجھے ہزار گنا زیادہ انعامات دینے کے

لئے بہانے تلاش کر رہا ہے۔ جس نے جو قربان کیا۔ اس سے بڑھ کر پایا اور اتنا پایا کہ خوشی سے دل شگفتہ اور گل و گلزار ہو گیا اور وہ اطمینان کی جنت میں باغ باغ نظر آیا۔

روزہ

اسلام مساوات کی تعلیم ہے۔ نماز مجلسی مساوات کا درس ہے روزہ اقتصادی مساوات کے قیام کے لئے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے۔ لفظوں کی کوئی ترتیب غریب کی تاریک دنیا کا نقشہ پیش نہیں کر سکتی۔ اس لئے روزہ کی رسم روا رکھی تاکہ ہر فارغ البال، فاقہ کش مزدور کی بدحالیوں کا ہلکا سا اندازہ لگا لے۔ ورنہ مزدور کی مصیبتوں کا ذکر ہی باعث سر درد ہوتا ہے۔ کوئی کسی کی داستان درد سن کر اپنے آرام کو حرام کیوں کرے۔ ہزار کتابیں لکھو، لاکھ فصاحت کے دریا بہاؤ مگر غریب کی زندگی جو آہوں کی بستی ہے۔ اس کا پورا احساس ممکن نہیں (اس لئے مساوات پسند مذہب نے روزے کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سے جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک (و دنیا) کے غلط نظام کے باعث فاقوں کی موت مر رہے ہیں۔)

متوسط طبقہ کا روزہ

روزے میں سحری اور افطار کے صرف اوقات تبدیل کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن وسط درجے کے گھروں میں ان کا اہتمام مہینہ پہلے کیا جاتا ہے۔ صبح کو کیا کھایا جائے شام کو کس چیز سے افطار کیا جائے؟ اس کی فکر ایک ہفتے پہلے لاحق ہوجاتی ہے۔ دادی اماں کہتی ہیں۔ روزے سے خشکی ضرور ہوجاتی ہے دودھ دہی کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ شہر ہے تو حلوائی سے باندھ کرلی جاتی ہے۔ گاؤں ہے

تو نئی گائے بھینس دروازے پر باندھ لی جاتی ہے۔ پھر بھی دھڑکوں کو جان جاتی ہے کہ رمضان خیر خیریت سے کیسے گذرے گا۔ جوان بچے نابالغ نظر آنے لگتے ہیں۔ تندرست بیمار دکھائی دیتے ہیں۔ ہر ماں باپ کی طبیعت شرعی عذر تلاش کرتی ہے تاکہ بچے بچیاں روزے کی تکلیف سے بچ جائیں۔

امراء کا روزہ

امراء تو رمضان سے پہلے ہی دوستوں میں اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کرتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً ڈاکٹر سے دو دن پہلے سر چکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سند رہے۔ روزے سے بچنے کے لئے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کر لیتے ہیں مگر معمولی فاقے کی مصیبت سے نہیں اٹھا سکتے۔

غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت گذارتے ہیں۔ امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے برے اثر کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں اور ساتھ ہی آہ بھر کر پرانی مدت کی بیماری کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے اور جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔ غرض انہیں عمر بھر کی بیماریاں اسی مہینے یاد آتی ہیں اور طب اکبر (میڈیکل کی کتاب) کی انہیں دنوں تلاوت فرماتے ہیں۔ تاکہ دیکھیں کس کس بیماری میں وہ مبتلا ہیں۔ جس کا علاج خدمت اسلام کی مصروفیتوں کے باعث وہ اب تک کرانے میں غافل رہے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو فریب اور اپنے ضمیر کو آسودہ رکھنے کے متضاد جتن کرتے ہیں۔ کبھی مذہب پر مہربانی فرمانے کے لئے جمعہ مبارک کا روزہ رکھ بھی لیا تو قیامت آئی سمجھو۔ ہر چند مرغن غذاؤں سے پیٹ کو منہ تک بھر لیا تھا۔ مگر دوپہر ڈھلتے ہی تارے نظر آنے لگتے ہیں۔ چہرہ اتر جاتا ہے۔ نظر میں اداسی سی چھا جاتی ہے۔ اٹھتے ہیں تو دل بیٹھتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے اباسیاں (جمائیاں) اٹھتی ہیں۔ خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔ طبیعت میں چڑچڑا پن آ جاتا ہے۔ نوکروں کو گالیاں بکتے ہیں۔ بیوی سے بگڑتے ہیں۔ بچوں پر

ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ غریبوں کے گھروں میں آئے دن لڑائی کیوں رہتی ہے۔ کون سی چیز غریب کے سکون روح کو برباد کرتی ہے۔ غرض جب فاقے سے نظام جہاں بے کیف نظر آتا ہے۔ تب سمجھ میں آتا ہے کہ غریب کی اساسِ زندگی کس بھونچال سے لرز جاتی ہے۔

خدا کے نام کا استحصالی استعمال

خدا کے نام پر سرمایہ داری کے نظام کو چلانے والوں کی چیرہ دستیوں سے چیخ اٹھنے والی بھوک کی ماری مخلوق سوائے خدا کو کوسنے کے کیا کرے! جس نے انسان بنا کر انہیں حیوان سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور کردیا۔

اگر شخصی جائیداد (سرمایہ دارانہ ملکیت) خدا کی طرف سے ایک مقدس حق ہے تو خدا غریب کے لئے مقدس ہستی نہیں بلکہ خوں آشام سرمایہ داروں کا ساتھی ہے۔ اگر غریب کو سرمایہ داری کے نظام میں مفلسی کے ہاتھوں بالاقساط مرنا ہے تو وہ سنگریزے کی طرح خاک میں کیوں خاموش پڑا رہے۔ وہ امراء کے شیشے کے رنگ محل پر پتھر کی طرح گر کر ان کی خوشی کی عمارت کو زمین دوز کیوں نہ کردے! جب انسان ہو کر حیوان کی موت مرنا ہے تو خدا کا کیا احسان۔ غریب مزدور اور کسان کو فی زمانہ زندگی تو دنیا میں دوزخ ہے۔ دوزخ سی بسر کر کے سرمایہ داروں کے ساتھی خدا کی پوجا کون کرے۔

تنگدستی تنگ دلی پیدا کرتی ہے۔ ایک ہوشمند غریب کا دل خدا سے باغی ہوجاتا ہے۔ جو ضروریات زندگی سے محروم ہو اس سے نیکی کی توقع فضول ہے۔ اگرچہ بکری عدم تشدد کے لحاظ سے چوپایوں میں مہاتما گاندھی ہے۔ مگر تنگ آکر وہ بھی سینگ تان لیتی ہے۔ بے زبان غریب کی اگر شخصی سرمایہ کے محافظ خدا کے خلاف زبان کھل جائے تو سچے مسلمان کو خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مسلمانوں کا خدا تو انسانوں میں کسی بھی امتیاز کا روادار نہیں وہ طاقتوروں کو زیادہ سے زیادہ کھانے کی اجازت دیتا ہے لیکن باہم بانٹ کر کھانے پر اصرار کرتا ہے۔

کیا عقل اور طاقت کسی کو اس لئے عطا ہوتی ہے کہ وہ کم عقل اور کمزور کو لوٹ کر کھائے یا شکرانے کے طور پر عقل اور طاقت کو کم عقل اور کمزوروں کے کام میں لگائے؟ حق تو یہ ہے کہ خود سب سے کم کھائے۔ دوسروں کو اپنے سے زیادہ کھلائے۔ ورنہ خدا اپنے انعام کے متعلق سوال کرے گا۔ میں نے تجھے عقل اور طاقت بخشی کہ مخلوق خدا کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے مگر تو نے میرے بندوں کی بربادی اور اپنی راحت کے لئے عقل و طاقت کو استعمال کیا۔ میرے انعام کی قدر نہ کرنے والے انسان اب آ میرے غصے کی آگ کا مزہ چکھ۔

سچا خدا

اے غریب کسان جس کے گھر میں مفلسی کی خاموش سوگواری کے سوا کچھ نہیں پروردگار کو کیوں کوستا ہے۔ وہ تو شاہ و گدا میں امتیاز نہیں رکھتا۔ جن کی ولادت پر محلات میں لعل لٹائے جاتے ہیں یا جن کی پیدائش جھونپڑی میں مفلسوں کی تعداد میں ایک کا اور اضافہ کردیتی ہے دونوں مولود ننگے بدن اور خالی ہاتھ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں موت کے بعد بھی شاہ گدا خالی ہاتھ لوٹائے جاتے ہیں۔ یہاں نہ کوئی کچھ ساتھ لاتا ہے نہ ساتھ لے کر جانے دیا جاتا ہے۔ شخصی جائیداد کا شیدا سرمایہ دار لٹیرا زندگی کے چند دن غریب کا پیٹ کاٹ کر اپنی پیٹ پوجا کرتا ہے۔ ہمسایہ غریب سوکھ کر کانٹا ہوتا ہے اور یہ پھول کی نکھرا نظر آتا ہے مگر موت دونوں کو مٹی میں ملانے کی منتظر ہے۔

امیر کا غریب کو اٹھا کر برابر کا بھائی بنانا بھلائی، غریب کا اٹھ کر برابر بننا نیکی۔ دونوں اسی اصول سے قیامت کے دن پرکھے جائیں گے امیر جس نے اپنی چالاکی کی بناء پر انسانوں میں عدم مساوات کی صورت قائم رکھی ہوگی وہ بھی نافرمانی کا مجرم اور مزدور اور کسان جس نے اپنی بے ہمتی کے باعث سوسائٹی میں اقتصادی امتیاز جاری رہنے دیا ہوگا وہ بھی ضرور سزا پائے گا۔ مت خیال کرو کہ صرف سرمایہ داروں کے پہلو ہی نارِ دوزخ سے داغے جائیں گے۔ سرمایہ داروں کے ہم نشین اور

ایجنٹوں کے علاوہ بے ہمت اور غافل غریب بھی پوچھے جائیں گے کہ کیوں ان کے عزم بیکسی کے آنسو بن کر آنکھوں میں آئے۔ کیوں نہ ہو گھن گرج کر اٹھے اور برق بن کر ان پر گرے جنہوں نے کسان اور مزدور کے دل کی مسرتوں کو زندگی کی اداسیوں میں بدل دیا تھا۔ کیا تمہیں خدا کا ڈر نہ تھا کہ امراء سے سہمے رہے۔ تمہاری ہر روز کی زندگی مستقل مصیبت کے سائے میں پلتی تھی۔ پھر بھی فاقہ کش اکٹھے ہو کر کیوں نہ اٹھے۔

پھر اسلام کو کوئی غریب کیوں کوسے وہ تو سرے سے سوسائٹی میں کسی امیر غریب یا ایسے اور امتیازات کا دشمن ہے۔ اس کا اپنا نظام مساویانہ نظام ہے جس جائیداد کا مالک اللہ ہے۔ رسول اور خلفاء امیروں سے لے کر غریبوں پر تقسیم کرنے والے اللہ کے حکمبردار بندے ہیں۔ اس نظام اسلامی سے باہر جو کوئی غیر اسلامی حکومت میں مسلمان رہتا ہے۔ اسلام اسے آئے سال رمضان کا سارا مہینہ مفلسی کے معنی سمجھاتا ہے۔

احساس انسانیت

روزے کے بغیر کوئی کیا جانے کہ غریب کے مردہ چہرے پر بیکسی کا غبار کیوں ہوتا ہے اور اس کے دل کی بستی پر آہوں کا دھواں کیوں چھایا رہتا ہے۔ رمضان کے ابتدائی ایام میں روزہ دار اپنے کرب سے ان لوگوں کی اضطراب انگیز زندگی کا اندازہ کرلیتا ہے جن کے گھروں میں فاقہ سال کے باقی مہینوں میں زبردستی مہمان رہتا ہے۔ ان کے اور ان کے بچوں کے خون سے پرورش پاتا ہے۔ غرض اسلامی یا غیر اسلامی نظام میں رہو خدا کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہی سال میں ایک مہینے کی مفلسی کا تلخ مزہ ضرور چکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ باقی گیارہ مہینے دنیا کے مفلسوں کی موت سے بدتر زندگی کا احساس رہے۔

ہر معترض یاد رکھے کہ اسلام کے اپنے نظام میں تا بحد امکان مساوات ہے۔

کسی کا بھوکا رہنا ممکن نہیں۔ اسلامی نظام میں روزہ پھر بھی ضروری اس لئے ہے کہ کہ دنیا کے باقی غریبوں سے مسلمان بے خیال نہ ہوجائیں۔ جب تک دنیا میں ایک بھی فاقہ کش ہے عیش سے بسر اوقات سب پر حرام ہے سچی اسلامی حکومت میں رہو تو اقتصادی طور پر برابر رہنا ہی ہوگا غیر اسلامی حکومت میں بھی رہنا پڑے تو روزہ فاقے کی ماری مخلوق کی ہمدردی کا سبق دے گا اور عقل کو سرمایہ داری کے حق میں دلائل دینے سے باز رکھے گا۔ جب اپنے بالغ بچوں کے روزے کی بے قراریاں دیکھے گا تو ان غریب والدین کی تباہ حالیوں کا اندازہ کرسکے گا۔ جن کے ہاتھوں میں مزدوری کرتے چھالے پڑجاتے ہیں مگر ننھے بچوں کا پیٹ نہیں بھرسکتے۔ امیر کے گھر میں تو رمضان کے بعد عید آئے گی۔ مگر غریب کے گھر سے رمضان جاتا ہی نہیں۔ موت ان کی عید اور میت پر بے کسی کا نوحہ ان کا راگ ہے۔ کیونکہ بھوک سے بلبلاتے بچوں کو دیکھنے سے تو آنکھیں محروم ہوجاتی ہیں۔ خود بھوکا رہ لینا اور ہے مگر بچوں کو بھوک کے درد و کرب میں مبتلا دیکھنا بلا اندر بلا بلکہ صد بلا ہے۔

سحری کا اہتمام اور افطاری کی امید کے درمیان چند گھنٹوں کی بے کلی برداشت کرنا بھی قیامت ہوجاتا ہے لیکن ان کا کیا حال ہے جن کے گھر سحری اور افطاری کا سامان کبھی ہوا ہی نہیں۔ روپیہ گھر میں رکھ کر اللہ اللہ کرنا کیا نیکی ہے۔ نیکی یہ ہے کہ اس نظام کو برباد کردیا جائے جس کی پھیلائی ہوئی بھوک کی آگ سے دوزخ پناہ مانگتی ہے۔

غریب جھونپڑیوں میں بھی بطرز شاہانہ جوان ہوتا ہے مگر غم اور مسلسل فاقوں میں مزدور کی بیٹی شباب کو خاک میں ملنے سے کب تک بچاسکتی ہے۔ اگر انہیں بھی فارغ البالی نصیب ہو اور الجھے بال سلجھ جائیں اور عارض سے مفلس کا غبار دھویا جائے تو محلات کا حسن رقابت سے جل جائے مفلسی جو دردناک ڈرامہ جھونپڑیوں میں کھیلتی ہے اس کا احسان ان کو کب ہوسکتا ہے جن کی عمر عیش پرستیوں میں کٹی اور جنھوں نے فرض روزے بھی جو احساس لطیف کے پروردگار

ہیں نہ رکھے۔ پس مذہب اسلام تو گردن خم کردیتا ہے تاکہ ارباب غرور و اقتدار غریبوں کی بدحالی کو دیکھیں اور سال میں ایک مہینہ تو سوچیں اور محسوس کریں کہ فاقہ کیا ہے۔

مفلسی مزاج میں چڑچڑا پن پیدا کرتی ہے غریب گھروں میں آئے دن کی تھکا فضیحتی سے امیر ہمسایہ تنگ آجاتا ہے۔ رحم کی بنا پر سوچتا ہے کہ غریب بڑے بدتہذیب ہوتے ہیں۔ بات بات پر لڑتے ہیں۔ یہ لوگ مصیبت میں بھی امن سے نہیں رہ سکتے۔ کچھ ملے تو خدا جانے کیا کریں۔ انہیں معلوم نہیں کہ تنگ دستی مزاج کو بھک سے اڑجانے والا مادہ بنادیتی ہے جوذراسی چنگاری سے طوفان بن جاتا ہے۔ اور آدمی آگ بگولا ہوکر ناکردنی کام کردیتا ہے۔ سرمایہ دار ایک دن روزہ رکھ کر یہ سب مقام طے کرلیتا ہے۔ بے تکلف دوست تو ان کی مشتعل طبیعت دیکھ کر ہی کہہ دیتے ہیں کہ آج روزے کی خشکی ہے۔ آئندہ اگر روزہ رکھیں تو روغن زرد زیادہ استعمال کریں آج بھی رات کو سرپر روغن بادام کی مالش کروالیں۔

سرمائے کو جتنا عروج ہوگا اور سرمایہ داری کا نظام بڑھے گا مفلسوں اور بیکاروں کی تعداد ترقی کرے گی اور ملک ملک میں بنی نوع انسان مصیبتوں کا زیادہ شکار ہوں گے۔ امرا عیش کی مسند پر بیٹھے سرمایہ داری کے جواز میں دلیل پر دلیل گھڑیں گے۔ مگر روزہ گو زبان کو بند نہ کرسکے لیکن روزہ دار دل سے غریب کی زندگی کی بربادیوں کو ضرور محسوس کرنے لگتا ہے۔

سچ یہ ہے کہ عادلانہ اور مساویانہ نظام کے بغیر عوام میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ سچا مذہب وہی ہے جو اقتصادی اور مجلسی مساوات کی طرف راہنمائی کرے۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔ اس کا ہر قدم مساوات کی طرف اٹھتا ہے۔ اس میں عبادت کا مفہوم یہی ہے کہ طبیعت کو سوسائٹی میں امتیازات رفع کرنے کے قابل بنایا جائے جس آدمی کی طبیعت میں دوسروں کی خدمت کرنے کی

بجائے خدمت لینے اور بڑا بن کر رہنے کی آرزو ہوگی وہی اسلام سے دور اور دوزخ کے نزدیک ہوگا۔

شب بیداری کی اہمیت

اے عزیز! کیا قیاس ہے کہ ایک مہینے کے روزے مفلسی کے احساس کو باقی سال دل میں زندہ رکھ سکتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ روزے کی عارضی سختی جب تک عبادت الٰہی سے مل کر پتھر دل کو موم نہ کردے۔ تب تک اس کا احساس دل میں دیر تک نہیں رہتا۔ جنہوں نے مفلسی کے باعث عمر بھر عید نہیں دیکھی اور جن کے دن سردیوں کی رات کی طرح تاریک رہتے ہیں۔

رمضان میں عبادت کی فضیلت اس لئے کہ سحرخیزی روح کی بالیدگی کا باعث ہوتی ہے۔ روزے سے آئینہ دل پر غبار نہیں رہتا۔ نفس بدلگام فاقہ زدہ گھوڑے کی طرح نرم رو ہوجاتا ہے۔ اس طرح طبیعت میں اخذ خیر کی قابلیتیں زیادہ ہوجاتی ہیں۔ اسلام نے روزے کے اوقات معین کرکے جو رمضان کی فرضیت پر اصرار کیا۔ اس کے باعث ساری اسلامی آبادی میں ایک بابرکت ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔ عبادت کے بغیر روزہ طبیعت کے دائمی انقلاب کا حامل نہیں۔ اگر دنیا کی مصیبت اور فاقہ آخرت کی جنت تعمیر کرنے کے کفیل ہوتے تو کسی کا دل براورانہ محبت کے لئے تنگ نہ ہوتا۔ قیاس کرو۔ کتنے ہیں۔ جنہوں نے تکلیف اور مفلسی عمر بھر نہیں دیکھی!

یہی فاقہ مست اور مصیبت زدہ جب اقتدار اور دولت کو پہنچتے ہیں تو وہی دوسروں کے خون سے اپنی سرگذشت لکھنے لگتے ہیں اور فاقے کی بےقراریوں کو بھول کر بوتل کے کاک اڑاتے ہیں اور بدمست ہوکر ناچتے گاتے ہیں۔

امیر کی اونچی اٹاری تک کون اپنی آواز پہنچائے کہ اے مست دولت! فاقہ مستوں کی خبر لے۔ کبھی تونے بھی یہ دن دیکھے تھے یا زمانے کے ہاتھوں ایسے دن دیکھنے کا احتمال ہے۔

رنگ محل کی آسائشوں کو چھوڑ کر جھونپڑی میں بسنا کون قبول کرتا ہے۔ ہاں جو اللہ کے لئے آدھی رات کو اٹھتے ہیں، دن بھر فاقہ کرتے ہیں۔ زبان کو بھلائی کے سوا بند رکھتے ہیں، دل کو یادِ خدا میں لگاتے ہیں، دماغ کو غریبوں کے غالب کرنے کی ادھیڑ بُن میں مصروف کرتے ہیں۔ وہی دستِ نازک سے مئے محبت کا رنگین جام پیتے ہیں۔ مخلوق کی محبت اور خدمت کے سوا دل میں کوئی جذبہ باقی نہیں رہتا۔ عشقِ الٰہی بھی عشقِ مجازی کے رنگ ڈھنگ پر ہے محبت میں سب کچھ لٹادینا ہوتا ہے۔ کسی کی خاطر اپنا سب بگاڑ دینا ہی عاشق عارف کی رمز ہے۔ جو اس رمز کو نہیں پاتا۔ وہ عشق و عرفان کو نہیں جانتا۔

کہتے ہیں کوئی مسندِ زیارات پر بیٹھا یادِ خدا کر رہا تھا۔ اچانک اس نے محل کی چھت پر کسی گستاخانہ بھاگ دوڑ کی آواز سنی۔ شاہی انداز سے پکارا کہ چھت پر کیا ہو رہا ہے؟ جواب ملا، اونٹ اور ہاتھیوں کی تلاش ہو رہی ہے۔ مسند نشین نے کہا، بیوقوف! چھت پر ہاتھی اور اونٹ کہاں ملتے ہیں؟ کسی نے ہنس کر جواب دیا اے عقل مند! تخت پر بیٹھے خدا کہاں ملتا ہے

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

تُو تو زندگی بھر دادِ عیش دے اور غریبوں کی خبر نہ لے مگر خدا کی نظرِ کرم کی امید رکھے۔ آخرت میں بھلائی درکار ہے تو یہاں بھلائی کا باعث بن۔ یہ بات پتھر پر لکیر سمجھ کر بغیر عبادت کے روزہ فاقہ ہے عبادتیں بغیر فقر کے منظور مولا نہیں۔ آرام کے ساتھ عبادت اور جان کو جوکھوں میں ڈالے بغیر خدمت نہیں ہو سکتی۔ زندگی کا حاصل خدمت اور عبادت ہے، پھر خدمت اور عبادت میں خدمت حقیقی مقصد ہے۔ عبادت وہی ٹھیک ہے جس سے مخلوق خدا کی خدمت کا شوق بڑھے۔ دل اپنی آرزوؤں سے خالی ہو جائے اور دوسروں کا درد پیدا ہو اور عمل میں بے تابی بڑھے۔

خدا تو وہ ہے جو عقل میں آتا ہے نہ عقل سے جاناجاتا ہے۔ اس کے دوستوں نے تخیل پر تحیر سے اس کو پہچانا ہے۔ عقل و علم کے آلات لے کر اس کو دیکھنے کہاں نکلے ہو۔ عقل کی حیرانی اور علم کی پریشانی ہی تو اس کے جاننے کی ابتداء ہے۔ جہاں علم و عقل کی سرحدات ختم ہوتی ہیں۔ وہاں سے اس کا عرفان شروع ہوتا ہے۔ عارفوں نے اسے بیوہ کی پریشان حالیوں میں دیکھا، یتیموں میں آہوں میں پایا، دردمندوں کے دل میں چھپا ڈھونڈا لیکن کسی نے اسے نشاط باغ اور رنگ محل میں نہیں پایا۔

وہ بلبل شاخِ گل پر بیٹھتی ہے جو پہلے کانٹوں سے اُلجھتی ہے۔اللہ کا کون عاشق ہے جو کانٹوں کا تاج اور استروں کی مالا نہیں پہنتا۔ لیکن اس کی خود آزاریاں زبردستوں کو غریب آزاریوں سے بچانے کے لیے ہوتی ہیں۔ ایسا ذہن وہ پاتا ہے اللہ کی عبادت جس کو دنیا کی ہوس سے خالی الذہن کردیتی ہے۔ جو اپنی ذات کے لئے بےدرد ہوسکتا ہے لیکن اس کے لئے دوسروں کی تکلیفیں ناقابل برداشت ہوجاتی ہیں۔

رمضان میں ایک مزے کے دو مزے ملتے ہیں۔ سحر خیزی کے باعث نماز تہجد کا سرور بھی اور روزے کی وجہ سے نفس کی شورش سے سکون بھی۔ طبیعت میں ایک خوشگوار سی یکسوئی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس یکسوئی میں نفس کی پہچان بڑھتی ہے۔

بعض اصطلاحات زبان زدِ عام تو ہوتی ہیں مگر عوام سے ان کا مفہوم پوشید ہوتا ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

ہر جاہل کی زبان پر ہے لیکن جس کا کوئی حلیہ نہیں، اس کی کیا پہچان ہے نہ نفس کی شکل معین نہ نفوس کے پروردگار کی کوئی مورت اور صورت۔ روزہ اور نماز جب جمع ہوجائیں تو روح کو اک راحت ملتی ہے۔ عقل کے سوچے بغیر دل خدا کی ذات

کو سمجھنے لگتا ہے۔ انسان میں خودی (خود غرضی) مٹ جاتی ہے۔ غرور خاک میں مل جاتا ہے۔ اس کی ساری خدائی میں وہ اپنے آپ ہی کو حقیر پاتا ہے۔ نماز کی عبادت اور روزے کی ریاضت اس کو نظام کائنات میں اس کی اصلی جگہ بتاتے ہیں۔ اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ میں کس باغ کی مولی ہوں اور میری کیا بساط ہے۔ اس غیر متناہی نظام میں کوئی شاہ ہوا تو کیا۔ گدا ہوا تو کیا، خضر کی پائی تو کیا، کلی کی طرح ایک دفعہ مسکرا کر مٹی ہوئے تو کیا، زندگی اک موت سی طاری ہوتی ہے۔ مگر یہ موت اور مایوسی کا ایک لمحہ حیات جاوداں سے بہتر ہوتا ہے۔ اس کے بعد سچی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ طبیعت دنیا کی بے ثباتی کو دل سے قبول کرتی ہے۔ اور اپنی بے بسی پر آگاہ ہوتی ہے۔ حق الیقین کے ساتھ انسان جان لیتا ہے کہ نیک ارادہ اور خدمت خلق ہی میرا شرف ہے باقی دنیا ہیچ و کارِ دنیا ہیچ۔ یاد رکھو اللہ کے عبادت گذار مخلوق کے خدمت گذار ہونے چاہیئیں اس سے جلدی روح پر رنگ برسنے لگتا ہے اور کارخانہ کائنات ایک لیلا نظر آتی ہے۔ بچے کے تبسم اور پھول کی شگفتگی میں وہی وہ نظر آتا ہے۔ ہر طرف دوست ہی دوست نظر آتے ہیں۔ دشمن ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔

جس نے تاروں کی چھاؤں میں اٹھ کر نماز تہجد پڑھی صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائی اور دن بھر بُرے خیالات سے دل و دماغ کو پاک رکھا اس پر آہستہ آہستہ ایک محویت اور کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ بعض بد نصیب رمضان کے بعد فوراً الّلے تلّلے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ قسمت والے رمضان کی کیفیت کو سال بھر جاری رکھتے ہیں اور اچانک زندگی میں موت کا مزا پاتے ہیں۔ یہ موت غلط آرزوؤں کی موت ہوتی ہے۔

روحانی طاقت

علمی طور پر تو روزہ کے فوائد جسمانی ہیں مگر جسم کمزور ہونے سے روح کی

طاقت بڑھتی ہے۔ آئینہ دل غبار سے صاف ہو کر جگمگا اٹھتا ہے۔ جان مضمحل سی ہوتی ہے گناہ کی جسارت چھین لی جاتی ہے۔ جسم میں جتنا فتور ہے سب دانہ گندم کا قصور ہے۔ اس کی زیادتی ابن آدم کو جنت سے لڑھکا دیتی ہے۔ خوراک کی کمی نفس کی شورشوں کو کم کرتی ہے۔ کم خوابی، کم خوری، کم گوئی انسان کو پُر نور سیمابی فضاؤں اور تاروں کی ضیاؤں میں لے جاتی ہے۔ کس قوم نے اللہ کا حکم مان کر رات کو دن بنا دیا۔ رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کی ہر بستی رات کا آخری حصہ جاگتی ہے۔ طبیعتوں میں نیا انقلاب اور نئی زندگی کا ظہور ہوتا ہے۔ ریاضت اور عبادت کے اس مہینے میں سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اپنی غفلت سے خدا کی خوشنودی کے اہم عنصر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یعنی مخلوق خدا کی خدمت کا کوئی اہم کام سر انجام نہیں دیا جاتا۔

روزے کی نماز کی طرح دو گونہ غایت ہے۔ تعلق باللہ بڑھ جانا اور مخلوق میں مساوات کا پیدا کرنا۔ انسانوں میں عدم مساوات کے حق میں عقل فتویٰ نہیں دیتی لیکن گمراہ دل دوسروں پر مجلسی اور اقتصادی فوقیت چاہتا ہے۔ نماز اور روزے ان انانیتوں اور بے جا سرکشیوں کو دل سے نکال پھینکتے ہیں۔ دل عقل کو پھر گمراہ نہیں کرتا۔ اللہ کا تعلق طبیعت میں انکسار پیدا کرتا ہے۔ یہ بات کثرت عبادت سے حاصل ہو جاتی ہے لیکن احتیاطاً ساتھ روزے کی ریاضت بھی شامل کر دی تاکہ بھوک کا دکھ نظر سے اوجھل نہ ہو اور بھوک کی ماری مخلوق کے حال سے انسان بیگانہ نہ ہو۔

زکوۃ

وہ نبی ﷺ جس کے عمل و اخلاق کو دیکھ کر قدرت مسکرائی جب خاک کی

چادر اوڑھ کر ہمیشہ کی نیند سوگیا تو سرمایہ داروں نے سرکشی کے لئے سرگوشیاں کیں۔ کہا کہ نماز، روزہ اور حج رہے مگر زکوۃ معاف کردی جائے۔ دار الخلافے میں کھلبلی مچ گئی۔ نئی نیک نیت صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا کہ امراء کے ہاتھوں اسلام مٹا جاتا ہے۔ بغاوت پھیل کر دروازے تک آپہنچی ہے۔ صلح کے سوا چارہ نہیں۔ تاریخ کے اس دردناک باب کو پڑھو اور خلیفہ اول کی پریشانیوں کا اندازہ کرو۔ اللہ نے ابوبکرؓ کے عزم کو سہارا دیا۔ ورنہ اپنی طرف سے سرمایہ داروں نے چراغ مصطفوی ﷺ کو بجھانے میں کیا کسر اٹھا رکھی تھی۔ زکوۃ جیسا انوکھا ٹیکس درحقیقت سرمایہ داروں کی جیب میں سوراخ ہے جس سے ایک نہ ایک دن جیب خالی ہوجاتی ہے۔ آمدن پر مطالبہ ہو تو سرمایہ داری محفوظ ہے۔ زکوۃ زرِ اصل پر ٹیکس ہے۔

اسلام سے قبل جائیداد کے مالک اشخاص سمجھے جاتے تھے۔ اسلام نے دنیا و مافیہا کو خدا کا ملک قرار دیا۔ انکم ٹیکس کی جگہ اصل زر پر ٹیکس لگایا۔ یہ بنیادی تبدیلی امراء کی یا تو سمجھ میں نہ آئی یا ان کے دل کو نہ بھائی۔ اس لئے موقع پاتے ہی گھات سے سر نکالا ادھر حضرت ابوبکرؓ کو خیال تھا کہ اس بارے میں ڈھیل دی تو مذہب اسلام کی اقتصادی بنیادیں بدل جائیں گی۔ اس لئے رسول کریم ﷺ کی پاک صحبت سے فیضیافتہ جرنیل نے تدبیر کو تقدیر کے حوالے کرکے دین کے اصول کو بدلنے سے انکار کردیا۔ آخر تلوار نے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں فیصلہ دیا۔

زکوۃ غریب کے حق میں کم از کم مطالبہ ہے جو اسلام ضروری سمجھتا ہے۔ اگر مسلمان اسلامی سلطنت کے باہر بھی بستا ہے تو بھی اس پر واجب الادا ہے۔ خود اسلامی سلطنت میں تو خلیفہ اور اس کی کونسل جب چاہے جس طرح چاہے افراد کی جائیداد پر قبضہ کرکے اسے بحق عوام استعمال کرسکتے ہیں۔

غرض شخصی جائیداد بروئے اسلام قوم کی طرف سے امانت ہے۔ امانت دار خلیفہ اور اس کی کونسل کے سامنے لوگ آمد و خرچ کے لئے جوابدہ ہیں۔ یہ نہیں

ہوسکتا کہ لوگ اپنی جائیداد یا اس کی آمدنی کو حسب منشا خرچ کریں۔

اسلام: طاقت و امتیاز کا دشمن

سرمایہ طاقت اور امتیاز کا سرمایہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی نہیں چاہتا کہ اس سامان اقتدار و غرور کو اپنے سے علیحدہ کردے۔ اسلام اقتدار و امتیاز دونوں کا دشمن ہے۔ وہ سامان اقتدار و غرور کو جلا کر انسانوں میں مساوات دیکھنا چاہتا ہے اس لئے زکوۃ اور جائیداد کی تقسیم شرعی سرمایہ کے ایک جگہ جمع ہونے سے روکنے کے لئے کم از کم مطالبے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی خلیفہ اور اس کی کونسل جائیداد کی مساوی تقسیم کا حکم جاری کرسکتی ہے۔ جائیداد سوسائٹی کے فائدے کے لئے ہے سوسائٹی جائیداد کے تابع نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں باوجود دولت اور سلطنت کے کسی کو پختہ مکان بنانے اور گھر پر پہرہ کی چوکی بٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

سلطنت اسلامی کے ابتدائی تیس برس تو مسلمانوں میں ایسی برابری کی صورت قائم رہی جو اس وقت تک روس میں بھی قائم نہ ہوسکی۔ نہ اور سو سال تک اس کی امید ہے۔ حالانکہ روس میں مساوات کامل سلطنت کا قانون ہے۔ اسلام بھی کامل مساوات کا مذہب ہے۔ اس میں عبادت اور ریاضت کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ صرف طبیعتیں خوشدلی سے مساوات کے قانون پر عمل کرنے کے خود بخود آمادہ ہوجائیں بلکہ ہر قسم کے امتیاز کو وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں، انسانی سوسائٹی صحیح معنوں میں بھائی چارہ ہو۔ اس میں کوئی امیر اور کوئی بیچارہ نہ ہو۔ ہر طرف سکھ چین کا راج اور پہرہ ہو اور انسان کے لئے دنیا بہشت ہوجائے۔

پس مسلمان دنیا میں بہشت کا معمار ہے جو دنیا میں سب کے لئے زیادہ امن و آرام پیدا کرے گا وہ آخرت میں بھی بہشت کا وارث ہوگا۔ آؤ عبادت الٰہی کی بنیادوں پر خدمت خلق کے محل تعمیر کریں۔ تاکہ لوگ بلاقید رنگ و نسل، مذہب و ملت آرام پائیں۔ عبادت الٰہی کے بغیر طبیعت میں غرور اور انانیت آجاتی ہے

اور خدمت خلق کا جوش جلدی ٹھنڈا پڑجاتا ہے خود غرضی دل کے دروازے کھول کر اندر گھس آتی ہے۔ خدمت خلق ہر مذہب کی جان ہے اگر یہ نہیں تو مذہب نہیں۔

سوسائٹی کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ عوام میں مالی امتیاز کو خاص طور سے مٹایا جائے اور ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی کی ضمانت دی جائے۔ یہ تب تک ممکن نہیں جب تک غریبوں کو منظم کرکے عوام کا راج قائم نہ کیا جائے عوام کا راج قائم کرنا اور اس کو قائم رکھنا کتنا کٹھن کام ہے۔

حج

حج مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔ غریبوں سے ہم آہنگی اور مظاہرۂ مساوات کا بے مثال موقعہ ہے۔ وہاں کسی کو تاج شاہی، کلاہِ خسروی پہن کر آنے کی اجازت نہیں۔ وہاں صرف

لنگکے زیرو لنگکے بالا   نے غم زرد و نے غم کالا

کے مصداق بننا پڑتا ہے۔ شاہ ہو یا گدا سب کو احرام باندھ کر کئی کئی روز غریبانہ بسر کرنا ہوتا ہے۔ ایک چادر کا تہہ بند اور ایک چادر اوڑھنے کو۔ سردی کا موسم ہو تو مصیبت۔ گرمی کے ایام ہوں تو تکلیف، سر ننگا، گرم لُو یا ٹھنڈی ہوائیں جب دو چادروں میں بسر کرکے طواف اور سعی کرنی پڑتی ہے تو غریبوں کی دردناک زندگی آنکھوں سے سامنے آنسو بن کر آجاتی ہے۔ کعبہ یا اللہ کے گھر میں جو داخل ہوگا وہ بحالِ غریبانہ داخل ہوسکے گا۔ آرائش زیبائش کے سارے سامان اتار کر بصورت درویشانہ جانا ہوگا۔ یہ اس امر کا اسلامی اعلان ہے کہ خدا کو مساوات پسند ہے۔

گناہوں کی بنیاد

اسلام کے نزدیک انسانوں میں عدم مساوات سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں، باقی سب گناہ اسی جذبۂ غرور کی پیداوار ہیں۔ انسان باغِ ہستی کے رنگ برنگ کے پھول ہیں اس سب کو روشنی اور پانی کی ضرورت ہے۔ اگر ایک حصے کو پانی اور روشنی ملے دوسرے کو نہ ملے تو باغ کا دوسرا حصہ مرجھا جائے گا۔ کوئی کسی کے زیرسایہ پرورش نہیں پاسکتا۔ ہمیں خدا نے امداد باہمی کی عقل دی ہے۔ اس کی بناء پر فرائض کی تقسیم کا حق ہے۔ لیکن دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا حق نہیں۔ اسلام کامل مساوات کا ان تھک پیغام ہے، ہر فرضِ اسلامی میں اللہ کی عبادت اور انسانوں میں مساوات کا قانون شامل ہے۔

جہاد

محسن کی محبت کے اقرار اور ظالم کے پیار سے انکار پر خدا کو اصرار ہے۔ اسی لئے شہادت کے انعام کے ساتھ ہی تنبیہ کردی کہ خدا ستمگاروں کا ساتھی نہیں۔ وہ اعمال جن کا محور مخلوق کی محبت اور خدمت نہیں خوشنودیٔ خالق کا باعث نہیں۔ کیا ہر جان ہار بہشت کا سزاوار ہے۔ ہرگز نہیں۔ جہاد تب تک پاک عمل ہے جب تک عادلانہ نظام کے قیام کے لئے ہو۔ ایسے نظام کی معاونت میں زخم کھانا زخم لگانا جس کا نتیجہ امراء کی قوت اور شخصی سلطنت ہو جہاد نہیں۔ یہ بات لوحِ دل پر لکھ لو کہ دولت کو ہمدردی سے نفرت ہے اور طاقت کو انصاف سے دشمنی ہے۔

عادلانہ نظام جو مجاہدوں کی منزل ہے اس میں دولت کو سب میں برابر تقسیم کر کے اور طاقت کو قاعدوں کی زنجیر میں باندھ کر اسے خوف خدا یعنی عقل کی نگرانی میں رکھنا ہوگا۔ اگر دولت برابر تقسیم نہ ہوگی تو امیر عقل کو خرید لے گا اور عقل کے ذریعے طاقت کو قاعدوں کی زنجیروں سے آزاد کر کے غریب آزادی کے کام میں لائے گا۔ مصیبت یہ ہے کہ غریب آزاری کا کام بھی غریب ہی سے لیا جاتا ہے۔ انگریزی کے اس زریں مقولہ کو موٹے حروف میں لکھ کر ہمیشہ سامنے رکھو۔ کہ

"قانون غریب کو پیستا ہے اور امیر قانون پر حکومت کرتا ہے"

عقل میں انصاف کی اگر کوئی اپنی صلاحیت ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا بے گناہ اور پاکباز شخص فاضل جج کے قلم سے پھانسی کا حکم نہ پاتا۔ پس زر اور زور کو غریب عوام کے تابع کرنے والا شخص ہی سچا مجاہد ہے زر اور زور سے ہی ظلم پیدا ہوتا ہے۔ قوم میں چند زردار اور زور آوروں کا ظہور ہی قوم کی نحوست اور بربادی کا باعث ہے۔

اسلام کے بابرکت زمانے میں عوام نے خلفاء کے خلاف دعوے دائر کئے اور انصاف پایا۔ اس کے بعد آج تک سلطنت اشخاص کے سپرد رہی۔ انصاف امراء کا پانی بھرنے لگا۔ قانون غریبوں کا کچومر نکالتا رہا۔ اس لئے جہاد کے ہر شائق اور شہادت کے ہر طالب کو قدم اٹھانے سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ نادانستہ امراء اور رؤساء کے فریب کا شکار ہو کر غریبوں پر ان کی قوت کا باعث تو نہیں ہو رہا۔ جان بھی دی جنت بھی نہ پائی۔ غرض ہر لڑنے والا مجاہد نہیں اور ہر مرنے والا شہید نہیں۔ شہید وہ جو سرکشوں کو نیچا دکھانے میں سر دے۔ تاکہ سب برابر ہو جائیں۔ اور کوئی سرکش نہ رہے۔ مجاہد وہ جو غریب کی بربادی پر آنسو بہاتا ہوا نکلے اور زرداروں کی تباہیوں سے اسے بچائے۔

اے عزیز! امراء کی چالاکیوں سے جان بچا۔ کیونکہ یہ غریبوں کے مذہبی اخلاص سے فائدہ اٹھا کر غریبوں کی گردن پر ہی کند چھری چلادیتے ہیں۔ امراء کی ہر آواز پر لبیک نہ کہو۔ بلکہ سوچو کہ کہیں فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فسادی بتا کر تمہارے ہاتھ سے قتل کروانا تو نہیں چاہتا۔

زور اور زر میں زیادہ بلوان زر۔ کیونکہ یہ بھوکے عقلمندوں کی عقل کو بھی خرید لیتا ہے۔ روپیہ بڑی طاقت ہے۔ اس کی زیادتی روحانی ہلاکت کا گڑھا اور اس کی کمی انسان کو بھوکا بھیڑیا بنادیتی ہے۔ جہاں اس کی کمی زیادتی ہوئی وہاں ظلم نے سر اٹھایا ساری انسانی تاریخ اسی چھوٹے سے فقرے کی تفسیر ہے قوموں میں مال کی کمی زیادتی کو دور کرنا ظلم کی جڑوں کو اکھاڑنا ہے۔ اس کے بغیر اخوت و مساوات کے دعوے فضول ہیں۔ بری قسمت ہے ان کی جنہوں نے فرعون کا ساتھ دے کر اسے حق کی حمایت سمجھ لیا۔

لوگوں کو سیاسی، مجلسی اور اقتصادی مظالم سے بچانے کا واحد ذریعہ اقتصادی مساوات ہے۔ اگر قانونی طور پر یہ مساوات قائم نہ ہوسکے تو مسلمان غرباء کو چاہیے کہ وہ ہمت کریں اور زیادہ سے زیادہ محنت کر کے تھوڑا تھوڑا بچا کر اپنی تعمیرِ زندگی کے لئے ایک بڑا مشترکہ فنڈ فراہم کریں۔ امراء کے فریب سے بچیں اور اپنے دل میں یقین اور اعتماد پیدا کریں کہ غریبوں میں ہی ایمان اور صلاحیت ہوتی ہے۔ جس ملک میں جتنے لوگ بڑی جائیدادیں فراہم کر کے امیر بن بیٹھے اسی نسبت سے لوگ غریب ہوتے جاتے ہیں اور ان کے عمدہ اخلاق میں کمزوری آتی جاتی ہے۔ متمدن ملکوں کے مزدوروں کی زندگی خانہ بدوش لوگوں کی زندگی سے کہیں زیادہ تلخ ہوتی ہے۔

غرض زور اور زر دونوں کی زیادتیوں سے بچنا چاہیے یہ نہ ہو کہ تم جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت میں حد سے بڑھ کر بے گناہ بچوں اور عورتوں پر مظالم کرو۔ ڈرو اس جوش اور غصے سے جس کا شکار مظلوم ہوں۔ جہاد صرف غریبوں کے نظام کو بروئے

کار لانے کے لئے ہے۔ شہادت صرف مظلوموں کو بچانے کے لئے ہے امیروں کے ایجنٹ بن کر غریبوں پر تلوار چلانا جہاد اور سلاطین کی خدمت کرتے مارے جانا شہادت نہیں۔

خلاصہ کلام

کسی مذہب کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہو؟ سب کے اوراق کو الٹ پلٹ کر دیکھ لو۔ غریبوں کی خدمت اور بیکسوں پر مہربانی ہر مذہب کی تعلیم کی جان ہے مگر اس کتابی سچائی کو زندگی کی حقیقت اسلام نے اپنایا اور نہ دنیا کے سرمایہ داروں نے ہر زمانے میں دنیا کے غریبوں، مزدوروں کا رونا رو کر ان کو مصیبت کے سمندر کے ڈبویا اور کبھی ابھرنے نہ دیا۔ اب پھر ہم نے اسلام کی سچائی کو عمل کا جامہ پہنانا ہے۔ مزدور کی دنیا کو روشن اور غریب کو گڑھے سے اٹھا کر اس کو زمانے کا سردار بناتا ہے۔

جب تک ملک ملک میں غریبوں کی حکومت مساوی بنیاد پر قائم نہ ہو گی اُمراء تب تک برابر قانون پر حکمران رہیں گے اور قانون غریب کو چکی میں پیستا رہے گا قسمت نے ہمیں برِ عظیم میں پیدا کر کے اسلامی تعلیمات کی آرائش کا میدان ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ تاکہ حکومت اور قربانی کی بنا پر ہم دین کو سب ادیان پر غالب کر کے دکھائیں اگر حسنِ اخلاق اور بے لوث خدمت کر کے اسلام کو حقیقی امن اور سلامتی کا مذہب کر دکھائیں تو اسلام کی تائید میں لاکھوں کتابیں لکھنے سے بہتر ہے۔

عمدہ کیریکٹر بجائے خود تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ جھگڑہ کر کے رائے تبدیل کرنا بہت کند ہتھیار ہے۔ اپنی عمدہ سیرت کو بولتی دلیل بنانا دوسروں

کے دل و دماغ پر قابو پانے کا آسان گر ہے۔ میں نے جیل میں مذہب کے مخالف چند سوشلسٹوں کو دیکھا جن کے پہلو میں غریب مزدوروں اور کسانوں کا سچا درد اور بہت بڑی تڑپ تھی انہوں نے کہا کہ:

"جس دن تم ہمیں کتاب میں نہیں عمل میں ایسے مذہب کی صورت دکھادو گے جو واقعی غریبوں کا ساتھی ہو تو ہم قائل ہوجائیں گے ہم نے اہل مذہب کو سرمایہ داروں کا ساتھی پایا ہے۔ وہ محض نمازوں اور چند فقروں پر اکتفا کر کے بہشت اور سوأگ کے ٹھیکیدار بن جاتے ہیں۔ ان کے دل میں مزدور اور کسان کی کوئی محبت نہیں۔ ان کی درویشی بھی سلطانی کی طرح عیاری ہے۔ ان کی ساری سعی کا مقصد یہ ہے کہ امیر ہمیشہ مزے اڑائیں اور مزدور، کسان یونہی مبتلائے مصیبت رہیں۔ امیر اور غریب کی جب کبھی ٹکر ہوگی مولوی، پنڈت، پیر اور سوامی سب امیر کی طرف ہو کر غریب کو دبائیں گے۔ کہیں گے امیر اور غریب خدا نے بنائے ہیں۔ ہم سوشلسٹوں کے نزدیک انسانیت کا تحفظ سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس مذہب کی پیروی بغیر اقتصادی مساوات کے ممکن نہیں"

میں نے جواب دیا "یہی اسلام کا پروگرام ہے" مگر میں اس سوال سے لاجواب ہو گیا کہ "ایسی خوبیوں والا اسلام کہاں ہے؟

آؤ پھر اسلام کو تازہ کریں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ پر اترا اور جس پر ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور حیدرؓ نے عمل کیا شہنشاہیت کے باوجود ایک ادنی بدوی کی طرح بسر اوقات کی غریبانہ کھایا، موٹا پہنا اور ہر طرح مساوات قائم رکھی۔ کوئی اجنبی، نبی اور امتی میں تمیز نہ کرسکا۔ کسی نے خلیفہ اور رعایا کو کسی حال میں الگ نہ پایا۔ ابو بکر صدیقؓ کے سوا باقی تینوں خلفاءؓ بر سر عام شہید کئے گئے مگر کسی نے خطروں کے باوجود دروازوں پر دربان نہ بٹھایا اور محفوظ ایوان نہ بنایا۔ انہیں جان سے زیادہ مساوات عزیز تھی۔ یکے بعد دیگرے جان دی مگر قوم میں خلیفہ اور عوام کے درمیان کوئی امتیاز نہ چھوڑا۔

جس نبی نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا ہو اور جس نے لڑکی کے جہیز میں چرخہ اور چکی دی ہو۔ اس کی امت گھروں میں سامانِ عیش ترتیب دے کر دعوائے اسلام نہیں کر سکتی۔ ہماری سلامتی اسی میں ہے کہ سر پر پتھر ڈھو کر اللہ کا گھر تعمیر کرنے والے نبی ﷺ کی طرح ملک کے مزدور کی زندگی بسر کریں۔ تاکہ سوسائٹی میں سب امتیاز مٹ جائیں اور سب کو پیٹ بھر کر کھانا ملے۔ جب تک مخلص اور سچے مذہب کے باہمت پیرو کوشش کر کے مزدوروں اور کسانوں کو منظم کر کے عوام کا بلاامتیاز راج قائم نہ کریں گے زمین پر خدا اور اسلام کا منشاء پورا نہ ہو گا۔

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کی دستیاب مطبوعات

دین کے معاشی نظام میں محنت کی قدر و قیمت	مفتی عبدالخالق آزاد
اجتماعی مسائل کا ولی اللّٰہی حل	جناب مقبول عالم (بی اے)
شعوری تقاضے	مولانا شوکت اللہ انصاری
جدوجہد اور نوجوان	شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ
اسلام کا اقتصادی نظام ایک تقابلی جائزہ	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
ولی اللّٰہی تحریک	مولانا سید محمد میاںؒ
امام شاہ عبدالعزیزؒ افکار اور خدمات	مولانا سید محمد میاںؒ
نظام کیا ہے؟	مفتی عبدالخالق آزاد
فرد اور اجتماعیت	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
عبادت و خلافت	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
حضرت مولانا محمد الیاس کا تصورِ دین	مفتی سعید الرحمٰن
غلبہ دین اور عبادات	چوہدری افضل حق مرحوم
ثناء خداوندی	چوہدری افضل حق مرحوم
جدوجہد آزادی کا راہنما ادارہ	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
دینی تمدن کی تشکیل نو	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
استعماری مظالم اور ملی تقاضے	شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ
شریعت، طریقت اور سیاست	مولانا محمد الیاس دہلویؒ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
قرآنی دعوت انقلاب	مولانا عبیداللہ سندھیؒ
دین اور حکومت	مولانا سید سلیمان ندوی
تبدیلی نظام کا ولی اللّٰہی نظریہ	مفتی عبدالخالق آزاد
آزادی	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
ولی اللّٰہی نظام فکر کی عصری اہمیت	مولانا بشیر احمد لدھیانوی
دین وحدت	مولانا سید سلیمان ندوی
ولی اللّٰہی جماعت کا انقلابی کردار اور ہماری ذمہ داریاں	مفتی عبدالخالق آزاد
آزاد قومی پالیسی کا خاکہ	مولانا سید محمد میاںؒ
عزیمت (۴)	(ادارہ)
عزیمت (۲)	(ادارہ)
مولانا سندھیؒ کا ایک اہم مکتوب	(ادارہ)
جہاد کیا ہے؟	مولانا سید سلیمان ندوی
شاہ عبدالعزیز رائے پوری اور ان کے جانشین	مفتی عبدالخالق آزاد
خانقاہ رائے پور	مفتی عبدالخالق آزاد
عزیمت (۳)	(ادارہ)
غلبہ دین اور اس کے اجتماعی تقاضے	مولانا مختار حسن
تقویٰ کیا ہے؟	مولانا عبیداللہ سندھیؒ
دین حق اور برصغیر کا سامراجی نظام تعلیم	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
ترقی کا مادی تصور	مفتی سعید الرحمٰن
عدم تشدد کی حکمت عملی (اسوۂ حسنہ کا ایک مطالعہ)	مفتی سعید الرحمٰن
عزیمت (۵)	(ادارہ)
تبدیلی نظام کیوں اور کیسے	مفتی عبدالخالق آزاد
ولی اللّٰہی فکر کا تاریخی تسلسل	مولانا عبیداللہ سندھیؒ
اسلام اور گروہیت	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
سماجی تبدیلی کی حکمت عملی	مفتی سعید الرحمٰن

پوسٹ بکس نمبر 938 پوسٹ آفس گلگشت ملتان